محمد ابراہیم سجاد تیمی (رفیق مجمع البحوث العلمیۃ الاسلامیۃ نئی دہلی)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی (سبطۃ الرسول)

امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہما

ظہر یا عصر کی اذان ہو چکی تھی، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسجد نبوی میں سنن رواتب یا تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے لیے سراپا انتظار بنے بیٹھے تھے۔ کچھ ہی دیر میں انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور امامِ رسولاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی گردن مبارک پر ایک معصوم بچی کو اٹھائے ہوئے نمودار ہوئے اور سیدھے جائے امامت پر جا کھڑے ہوئے۔ اقامت کہی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر تحریمہ کہہ کر صلوٰۃ شروع فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کے پیچھے صلوٰۃ پڑھنی شروع کر دی۔ بچی ابھی بھی آپ کی گردن مبارک پر ہی تھی۔ آپ نے جب رکوع کرنا چاہا تو بچی کو اٹھا کر اپنی بغل میں کھڑا کر دیا۔ رکوع کے بعد سجدے ادا کیے اور پھر جب کھڑے ہوئے تو دوبارہ بچی کو اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ پوری صلوٰۃ کے دوران آپ ایسا کرتے رہے یہاں تک کہ صلوٰۃ ختم ہو گئی۔
(بخاری:۵۱۶، مسلم:۵۴۳، ابوداؤد:۹۱۸ـ۹۲۱)

وہ معصوم خوش بخت وسعادت مند بچی کوئی اور نہیں، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا تھی۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کے باوجود شجر اسلام کی چھاؤں میں آنے کی توفیق فتح مکہ کے کچھ ہی دنوں پہلے ملی۔

حق وباطل کے مابین ۱۷/ رمضان المبارک ۲ھ میں لڑی جانے والی جنگ بدر میں کفار مکہ کے ستر قیدیوں میں سے ایک ابوالعاص بھی تھے۔ جنگی قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کی رقم مقرر ہوئی۔ جن کے پاس فدیہ کی رقم تھی۔ وہ مطلوبہ رقم ادا کرنے کے بعد فوراً رہا ہو گئے۔ لیکن جن لوگوں میں فدیہ کی رقم ادا کرنے

کی استطاعت نہیں تھی' ان کے لیے فدیہ کی دوسری صورت یہ مقرر کی گئی کہ وہ دس مسلم بچوں اور بچیوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر دیں۔ ابوالعاص بھی انہی لوگوں میں سے تھے جن کے اندر فدیہ کی رقم ادا کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ ان کے پابجولاں ہونے کی اطلاع جب وفادار باپ کی وفادار بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو ملی تو اپنے رحیم و شفیق باپ محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں بطورِ فدیہ وہی ہار ارسال کر دیا جو ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رخصتی کے وقت بطورِ تحفہ عنایت کیا تھا۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ اس ہار کے دیدار نے ماضی کی یادوں کے ساز چھیڑ دیئے جن میں زندگی کو سکون و قرار تھا۔

زینب رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے دن کا وہ منظر جس میں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لختِ جگر کو وہ ہار بطورِ تحفہ دے کر رخصت کیا تھا۔ جب یاد آ گیا تو حبیبِ الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں فرطِ غم سے چھلک پڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے سردار ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا کہ اگر تم کو اعتراض نہ ہو تو ابوالعاص کو بغیر فدیہ لیے رہا کر دو کیونکہ اس کے اندر فدیہ کی رقم ادا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ میری لختِ جگر زینب نے بطور فدیہ یہ ہار بھیجا ہے جو میری غمخوار و مونس شریکِ حیات خدیجہ کی نشانی ہے' اگر ہو سکے تو یہ ہار اسے لوٹا دوں۔

اللہ اللہ! عدل و انصاف کو ہر حال میں مقدم رکھنے کی ایسی کوئی مثال کیا تاریخ کی آنکھوں نے کبھی دیکھی ہے؟ ہرگز نہیں' نوشیرواں کے عدل و انصاف کا چہار دانگِ عالم میں بڑا شور ہے۔ لیکن اس کے عدل و انصاف کی تہہ میں جا کر دیکھو گے تو معلوم ہوگا کہ اس نے بھی بہتیرے مواقع پر عدل و انصاف کی ترازو میں اپنوں اور پرایوں کا معیار برقرار رکھا ہے۔ مگر عادلِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدل دیکھو کہ معاملہ اپنی جگر گوشہ زینب کا ہے' اگر چاہتے تو ایک اشارے پر اپنے داماد کو رہا کر سکتے تھے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کے خلاف لب کشائی کرتا' مگر یہاں پر جو معیار انصاف اپنوں کے لیے ہے وہی پرایوں کے لیے بھی ہے۔ جو معیارِ عدل عربی کے لیے ہے' وہی عجمی کے لیے بھی ہے' جو پیمانہ قضا گوروں کے لیے ہے وہی کالوں کے لیے بھی ہے۔ یہ ایسی عدالت ہے جس میں کوئی امتیاز و تفریق نہیں' ہر کسی کو پرکھنے کی کسوٹی صرف ایک ہے۔ یہاں دوہرے پیمانے کا کوئی گزر نہیں۔

ایسا بھی نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی قیدی کو بلا فدیہ مفت میں رہا نہیں کیا تھا؟ مطلب بن

حطب، صیفی بن ابورفاعہ اور ابوعزہ جمحی ایسے افراد تھے، جنہیں آپ نے یوں ہی رہا فرمادیا، مگر اپنے داماد کو مسلمانوں سے اجازت لینے کے بعد اس شرط پر رہا کیا کہ وہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیں۔ (الرحیق المختوم۔ص:۲۵۶)

امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ عنہا بیت نبوت میں پیدا ہوئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی آغوش میں پروان چڑھیں۔ اس طرح تقویٰ و پرہیزگاری انہیں وراثت میں ملی۔ ان کی زندگی میں عیش و تنعم اور دنیاداری کے لیے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ رب کی رضا و خوشنودی اور آخرت کی کامیابی و کامرانی کو انہوں نے تاحیات مطمح نظر بنائے رکھا۔ تربیت و محبت نبوی سے خاطر خواہ بہرہ اندوز ہوئیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہاں خانہ دل میں ہمیشہ ان کے لیے محبت بھرا مقام رہا۔ رقیہ وام کلثوم رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد جب ۸ ہجری میں زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنی بیٹی کو ان کے دہلیز شباب پر قدم رکھنے سے پہلے داغِ مفارقت دے گئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدید غم و قلق لاحق ہوا اور معصوم امامہ کی محبت و الفت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں اور دو چند ہوگئی۔

ہجرت کے بارھویں سال ابوالعاص بن ربیع نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا۔ وہ اپنی وفات سے پہلے اپنے ماموں زاد بھائی زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو امامہ رضی اللہ عنہا کے مستقبل کی زندگی کے بارے میں وصیت کر گئے تھے۔ چنانچہ زبیر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جوارِ رحمت میں منتقل ہونے کے بعد امامہ کی شادی کر دی۔ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ امامہ رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں مدتِ مدیدہ تک رہیں اور ان سے متعدد اولاد پیدا ہوئیں۔ ۴۰ھ میں جب علی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا تو عدت گزرنے کے کچھ دنوں بعد وہ مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی کے سایہ زوجیت میں آگئیں۔ مگر زندگی نے زیادہ دنوں تک وفا نہ کی اور امامہ بنت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہا نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اپنی جان جان آفرین کے حوالے کر دی۔

ان کا جسدِ خاکی اگرچہ پیوند خاک ہوگیا لیکن ان کی سیرت کے گلشن کے سدا بہار گلہائے خوش رنگ آج بھی اپنے اندر ہدایت وارشاد کی دلنواز خوشبو بسائے ہوئے ہیں۔ ان کی سیرت میں خواتین کے لیے آج بھی وافر مقدار میں سبق موجود ہے۔ جو دنیا کی زیبائش و آرائش اور رعنائی و رنگینی کو اپنا حاصل زندگی تصور کرتی ہیں۔ خیر اور نیکی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جس کا لمس ان کی زندگی میں محسوس نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ امامہ رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے کہ وہ ایک مثالی خاتون تھیں۔ آمین۔